۸ دسمبر ۱۹۷۱ء

رجسٹرڈ نمبر L-922
فون نمبر — 29

ایڈیٹر
آل احمد سرور

فی کاپی پندرہ پیسے
قیمت سالانہ پانچ روپے

اشاعت کی تاریخیں

ہفتہ وار ہماری زبان

جلد ۳۰ | انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ) | شمارہ ۴۶

اداریہ

جوہر طبیعتوں کے دکھانے کا وقت ہے
شیر دلی تو جان لڑانے کا وقت ہے

(انیس)

آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ یعنی پاکستان کی فوجی حکومت نے بنگلہ دیش کے حریت پسندوں کی روز افزوں کامیابی اور ہندوستان کی بنگلہ دیش کی حمایت سے برہم ہو کر ہندوستان کے کئی شہروں پر بمباری کی اور اس کے فوراً بعد ہی باقاعدہ ہماری مغربی سرحد کے کئی مقامات پر فوجی اقدامات شروع کر دئے۔ نتیجے کے طور پر ہندوستان کو بھی جواب دینا پڑا اور مغربی اور مشرقی دونوں محاذوں پر فوجی کارروائی کرنی پڑی۔

ہندوستان امن پسند ملک ہے۔ یہ جنگ نہیں چاہتا۔ مگر امن پسندی کے یہ معنی نہیں کہ وہ جنگی کارروائی کے بعد بھی خاموش رہے۔ پاکستان میں اس وقت فوج کی حکومت ہے۔ اس حکومت کو وہاں کے عوام نے منتخب نہیں کیا۔ یہ فوجی حکومت پاکستان کے باشندوں کی کسی طرح نمائندہ نہیں ہے۔ اس نے بنگلہ دیش میں نہتے شہریوں پر جو مظالم کئے ہیں ان کی مثال تاریخ میں کم ملے گی۔ وہاں دسمبر ۷۰ء میں جو انتخابات ہوئے تھے اور جن کو فوجی حکومت نے بھی آزاد تسلیم کیا تھا، ان میں عوامی پارٹی نہ صرف اپنے علاقے میں قریب قریب تمام نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی تھی بلکہ پورے پاکستان کی اسمبلی میں بھی اسے اکثریت حاصل تھی۔ بجائے اس کے کہ اس پارٹی کو حکومت سپرد کی جاتی اور عوامی پارٹی کے لیڈر شیخ مجیب الرحمٰن کو وزیر اعظم بنایا جاتا، اس پارٹی کو غدار قرار دے دیا گیا اور بنگلہ دیش کے اس محبوب لیڈر کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس پر بس نہیں کیا گیا، بلکہ وہاں کے دانش وروں، استادوں، طالب علموں اور لاکھوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

قدرتی طور پر اس آشوب سے بچنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہندوستان کی سرحد میں داخل ہونے لگے اور انسانیت اور تہذیب کے نام پر ہمیں ان کو پناہ دینی پڑی۔ یہ تعداد برابر بڑھتی رہی یہاں تک کہ ایک کروڑ تک پہنچ گئی اور ہندوستان کی اقتصادی حالت اور ترقی کی ساری اسکیموں پر پناہ گزینوں کی دیکھ بھال کی وجہ سے بہت سخت اثر پڑا۔ اس لئے ہندوستان نے آٹھ مہینے تک برابر اس کی کوشش کی کہ کسی طرح پاکستان کی فوجی حکومت بنگال کے عوام کے حقیقی جذبات کی پاسداری کرے اور وہاں کے منتخب نمائندوں کی مدد سے ایسے حالات پیدا کرے کہ یہ پناہ گزیں عزت اور سلامتی کے ساتھ اپنے وطن واپس جا سکیں۔ ہماری وزیر اعظم نے مغربی ملکوں کو صحیح حالات سے آگاہ کرنے کے لئے ایک طویل دورہ بھی کیا، مگر وہاں کے عوام کی تائید اور ہمدردی کے باوجود مغربی حکومتوں نے اس معاملے میں زبانی ہمدردی کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ ادھر بنگلہ دیش کے حریت پسندوں نے اپنے وطن کو فوجی حکمرانوں کے چنگل سے آزاد کرانے کے لئے اپنی جدوجہد تیز کر دی اور انھیں اس میں کامیابی ہونے لگی۔ اس صورت حال میں مغربی پاکستان

کہ فوجی حکومت نے ہندوستان کے خلاف فوجی کارروائی شروع کردی ہے اور مجبوراً ہندوستان کو مشرق اور مغرب دونوں طرف جوابی کارروائی کرنی پڑی ہے۔ اس وقت ہندوستان کے پچپن کروڑ عوام کو متحد ہو کر پاکستان کی فوجی کارروائی کا جواب دینا ہے اور ہندوستان کی سالمیت کی ہر طرح حفاظت کرنی ہے۔ اردو دوستوں سے ہماری اپیل یہ ہے کہ وہ اس نازک موقع پر وطن کی حفاظت میں تن من دھن سے لگ جائیں۔ ادیبوں، شاعروں اور دانش وروں کو جو قوم کا ضمیر ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت عوام کو ان کا فرض یاد دلانا ہے۔ آج ہندوستان کے سبھی باشندے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی ایک ہیں۔ آپ کا ایک ہی نشانہ ہے۔ آج ہم سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے وطن کی حفاظت اور اس کی فتح کے لئے ہر ممکن کوشش۔ ہمارے چھوٹے موٹے آپس کے اختلافات اس وقت تک کے لئے ملتوی ہیں جب تک ہم اس بحران سے نہ گزر جائیں۔ اردو دوستوں کو دوسروں کے دوش بدوش اپنا قومی فریضہ ادا کرنا ہے۔

صفحہ ۱۱ سے آگے

"۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ ذوقی صلاحیت اور تہذیبی مطالبے بھی نہایت درجہ اہم ہیں۔" (ص ۱۷)

خواجہ صاحب نے بات شاید ٹھیک ہی کہی ہے۔ "زندگی اور ... کے وہ اعلیٰ مقاصد جو اسے بامعنی اور بامقصد بنا دیتے ہیں؟" کچھ وہی لوگ بہتر جان سکتے ہیں جو ہر طرح سے مطمئن و ماموں زندگی بسر کرتے ہیں اور جن کے لئے الفاظ حقیقت کے انکشاف کا نہیں، بلکہ حقیقت سے چشم پوشی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ آگے چل کر بصیرت کے دروازے اس طرح وا فرماتے ہیں:

"مغربی ہندوستان میں ۔۔۔۔۔۔ جو نیا اخلاق ابھرے گا، اس میں یہ دیکھنا ہوگا کہ کون اچھا ڈاکٹر ہے اور کون لائق انجینئر یہ نہیں کہ اس نے تعلیم اردو میں حاصل کی ہے یا کسی علاقائی زبان میں۔ اور چونکہ اردو کی دبین ریاستی حیثیت ہے، اس لئے اردو کے ذریعے پڑھے ہوئے ڈاکٹر اور انجینئر کی کھپت ملک کے ہر حصے میں ہوگی۔ بشرطیکہ وہ اہلیت اور لیاقت رکھتا ہو۔ اس طرح اردو یونیورسٹی میں طالب علم ہندوستان کی ہر ریاست سے آئیں گے اور وہ گویا نے کا چھوٹا سا ہندوستان ہوگی۔" (ص ۱۸)

جس نئے "اخلاق" کی طرف خواجہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے، وہ گذشتہ پچیس سال میں تو ابھر نہیں سکا، مستقبل میں معلوم نہیں کب ابھرے گا۔ ہماری نادار کی کا تو یہ عالم ہے کہ معاشرتی اور طبعی علوم کی ابتدائی درسی اور نصابی کتابیں تک تو ہمیں اردو میں میسر نہیں اور ہم ایسے ڈاکٹر اور انجینئر پیدا کرنے کا عزم رکھتے ہیں، جنھوں نے خالص اردو زبان میں ان علوم کی تحصیل کی ہو۔ اور ہماری بے حسی اور ناکارکردگی تو اسی سے ظاہر ہے کہ فی الوقت مسلمان گھروں کے بچے بھی اردو سے نابلد ہوتے جا رہے ہیں، اور ہم امید اس کی لگائے بیٹھے ہیں کہ "مجوزہ اردو یونیورسٹی میں طالب علم ہندوستان کی ہر ریاست سے آئیں گے" لیکن آخر خواب دیکھنے اور اپنی جنت تعمیر کرنے میں ہرج ہی کیا ہے؟ بلکہ اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح آدمی تلخ حقائق سے آنکھیں چار کرنے کی زحمت سے بچ جاتا ہے۔

حقوقِ انسانی کا عالمی اعلان

۱۰ر دسمبر کو حقوقِ انسانی کے اعلان کی بائیسویں سالگرہ کا دن منایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اقوامِ متحدہ نے جو تحفظات منظور کئے ہیں اس کا ترجمہ عام معلومات کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

رہنما اصول

چونکہ انسانی برادری کی پیدائشی عظمت اور ناقابلِ تغیر مساویانہ حقوق کے اعتراف پر ہی دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کا انحصار ہے۔

چونکہ انسانی حقوق کی توہین اور ان کی طرف سے غفلت برتنے کا نتیجہ اکثر وحشیانہ افعال کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جس نے انسانی ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اس لئے ایسی دنیا کے ظہور کو جس میں انسان زبان و بیان اور عقیدے کی آزادی اور خوف اور ضروریاتِ زندگی سے بے فکری حاصل کر سکے عوام کی سب سے بڑی تمنا کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے

چونکہ یہ ضروری ہے کہ انسان کے حقوق کی حفاظت ضابطہ اور قانون کے ذریعہ کی جائے بشرطیکہ انسان ظلم و جبر کے خلاف بغاوت کے آخری حربہ کو کام میں لانے کے لئے مجبور نہ کر دیا جائے۔

چونکہ قوموں کے درمیان دوستانہ روابط کو بڑھاوا دینا ضروری ہے۔

چونکہ اقوامِ متحدہ میں شامل تمام قوموں نے اپنے منشور میں انسان کے بنیادی حقوق، انسانی شخصیت کے احترام و عظمت اور مرد و عورت کے مساوی حقوق کو تسلیم کر لیا ہے اور زیادہ سے زیادہ آزادی کے ساتھ سماجی ترقی کی رفتار کو تیز تر اور معیارِ زندگی کو بلند تر بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

چونکہ ممبر ریاستوں نے اقوامِ متحدہ کے تعاون سے انسان کے لئے عالمی احترام اور انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو منوانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

چونکہ ان حقوق اور آزادیوں کے تحفظ اور ان فیصلوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے سب کا ہم خیال ہونا ضروری ہے۔

اسلئے

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی اب یہ اعلان کرتی ہے کہ انسانی حقوق کا یہ عالمی اعلان تمام لوگوں اور تمام قوموں کی فلاح و بہبود کی کے لئے ایک مشترکہ معیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے سماج کا ہر فرد اور جماعت اس اعلان کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے اور تعلیم و تدریس کے ذریعہ ان حقوق اور آزادیوں کے احترام کرنے کا پرچار کرتا ہے۔ اور قومی اور بین الاقوامی ترقی یافتہ اقدامات کے ساتھ ان حقوق اور آزادیوں کو ممبر ملکوں اور ان کے ماتحت علاقوں میں موثر انداز سے منوانے کی کوشش کرتا ہے۔

دفعات متعلقہ حقوقِ انسانی

دفعہ ۱۔ (۱) تمام انسان پیدائشی طور پر آزاد اور حقوق و اعزاز میں برابر ہیں قدرت نے انھیں عقل و فہم عطا کی ہے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ جذبہ کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے۔

دفعہ ۲ (۱) ہر شخص ذات برادری، رنگ و جنس، زبان و مذہب یا اختلاف عقائد سماجی اور قومی اصلیت، جائداد و پیدائش یا دوسری حیثیتوں کے فرق و امتیاز کے بنا ان تمام حقوق اور آزادیوں کا حقدار ہے جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

علاوہ ازیں کسی ملک یا علاقہ کے رہنے والے کے ساتھ سیاسی، علاقائی یا بین الاقوامی حیثیت کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ خواہ وہ ملک آزاد ہو یا ٹرسٹ ہو، خود مختاری سے محروم ہو یا اقتدارِ اعلیٰ کی کسی نوعیت میں ہو۔

دفعہ ۳۔ ہر شخص کو زندہ رہنے آزاد رہنے اور اپنی ذات کی حفاظت کرنے کا حق ہے۔

دفعہ ۴۔ کوئی شخص غلام یا نابعدار نہیں سمجھا جائے گا۔ غلامی یا غلاموں کی تجارت ہر شکل میں ممنوع ہوگی۔

دفعہ ۵۔ کسی شخص پر ظلم و جبر نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے ساتھ غیر انسانی یا ذلت آمیز برتاؤ روا رکھا جائے گا اور نہ ایسی سزا دی جائے گی۔

دفعہ ۶۔ ہر شخص کو قانون کے اعتبار سے ہر جگہ اپنی شخصیت تسلیم کرانے کا حق ہوگا۔

دفعہ ۷۔ قانون کی رو سے سب انسان برابر ہیں اور بلا کسی امتیاز کے ہر جگہ قانونی تحفظ کے حقدار ہیں اور اس اعلان کے خلاف کسی فرق و امتیاز یا اس قسم کے فرق و امتیاز کی تحریک کے خلاف مساوی طور پر اپنا تحفظ حاصل کرنے کے حقدار ہیں۔

دفعہ ۸۔ ہر شخص کو آئین یا قانون کے ذریعہ عطا کئے ہوئے اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں صاحب مجاز عدالت سے موثر دادرسی حاصل کرنے کا حق ہے۔

دفعہ ۹۔ کوئی شخص کسی ظالمانہ طور پر گرفتاری، مزاحمت یا جلاوطنی کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۰۔ ہر شخص اپنے حقوق و فرائض یا اپنے خلاف کسی مجرمانہ الزام کے تصفیہ کے لئے کسی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ کھلی عدالت میں مساوی حیثیت سے چارہ جوئی کا حقدار ہے۔

دفعہ ۱۱ (۱) جس شخص پر کوئی تعزیری جرم عاید کیا گیا ہو اس کو اس وقت تک بے گناہ سمجھے جانے کا حق حاصل ہے جب تک قانونی طور پر ایسی کھلی عدالت میں جس میں اس کو اپنی مدافعت کے لئے ضروری ضمانت حاصل ہو وہ مجرم ثابت نہ ہو جائے۔

(۲) کسی شخص کو قومی اور بین الاقوامی قانون کے تحت کسی فعل یا فروگذاشت کی بنا پر تعزیری مجرم نہیں گردانا جائے گا

جب تک کہ اس جرم کے سرزد ہونے کے وقت اس کو تعذیری جرم نہ مان لیا گیا ہو اور نہ اس کو اس سے زیادہ سزا دی جائےگی جو اس تعذیری جرم کے سرزد ہونے کے وقت اس کے لئے مناسب تھی۔

دفعہ ۱۲۔ کسی شخص کو کسی کی پرائیویٹ زندگی، خاندان اور گھر کے معاملات اور خط و کتابت میں من مانی مداخلت کرنے کا حق نہیں اور نہ کسی کو اس کی عزت اور شہرت پر حملہ برداشت کرنے کے لئے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی مداخلت اور حملے کے خلاف اسے قانونی تحفظ حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

دفعہ ۱۳ — (۱) ہر شخص کو ہر ملک کے حدود میں انتقال مکانی اور قیام کرنے کی آزادی کا حق ہوگا۔

(۲) نیز ہر شخص کو معہ اپنے ملک کے کسی ملک کے چھوڑ دینے اور اپنے وطن واپس آجانے کا حق ہوگا۔

دفعہ ۱۴۔ (۱) ہر شخص کو سزا سے بچنے کے لئے دوسرے ممالک میں پناہ حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

(۲) جہاں تک واقعی غیر سیاسی جرائم یا اقوام متحدہ کے اصولوں اور مقاصد کے خلاف حرکات سے عاید ہونے والی سزاؤں کا تعلق ہے اس حق کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ ۱۵ - (۱) ہر شخص کو قومیت کے حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

(۲) کسی شخص کو غلامانہ طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جا سکتا اور نہ قومیت تبدیل کرنے کے حق سے روکا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۶۔ (۱) ہر بالغ مرد یا عورت بنا امتیاز نسل، قومیت اور مذہب شادی کر سکتا اور اپنا کنبہ بنا سکتا ہے۔ شادی کے وقت یا شادی شدہ زندگی کے دوران یا ازدواجی تعلق منقطع ہو جانے کے بعد بھی ان کے حقوق برابر رہیں گے۔

(۲) متوقع میاں بیوی کی صرف آزادانہ اور مکمل رضامندی سے یہ شادی ہو سکتی ہے۔

(۳) خاندان سماج کی قدرتی اور بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے وہ سماج اور ریاست کی طرف سے تحفظ کا حقدار ہے۔

دفعہ ۱۷ — (۱) ہر شخص کو تنہا یا دوسروں کی شرکت میں مال اور املاک رکھنے کا حق ہے۔

(۲) کسی کو خواہ مخواہ اس کی املاک سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ ۱۸ — ہر شخص کو خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق ہوگا۔ اس حق میں تنہا یا دوسروں کے ساتھ خفیہ یا کھلم کھلا مذہب اور عقیدہ بدلنے کی آزادی اور اپنے مذہب یا عقیدے کو تعلیم، عمل، عبادت یا مذہبی رسومات کے ذریعہ ظاہر کرنے کی آزادی شامل ہوگی۔

دفعہ ۱۹۔ ہر شخص کو رائے اور اظہار خیال کی آزادی کا حق ہوگا اس حق میں بغیر کسی کی بیرونی مداخلت کے اپنی رائے رکھنے اور کسی بھی زبان کے ذریعہ سرحدوں کی پابندیوں کا خیال کئے بنا خیالات اور معلومات فراہم کرنے اور ان کو دوسروں تک پہونچانے کی آزادی کا حق شامل ہے۔

دفعہ ۲۰۔ (۱) ہر شخص کو پرامن اجتماع کرنے یا جماعت بنانے کی آزادی کا حق ہوگا۔

(۲) کسی شخص کو کسی جماعت میں شریک ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۲۱ (۱) ہر شخص کو براہ راست یا آزادانہ منتخب شدہ نمائندوں کے ذریعہ اپنی ملک کی حکومت میں حصہ لینے کا حق ہوگا۔

(۲) ہر شخص کو اپنے ملک کی سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا مساویانہ حق ہوگا۔

(۳) عوام کی رائے اور مرضی سرکاری اختیار حاصل کرنے کی بنیاد ہوگی اور یہ رائے ایسے میعادی اور منصفانہ انتخاب میں حاصل کی جائے گی جو ملک گیر مساویانہ حق رائے دہی کی بنیاد پر خفیہ یا اسی قسم کے آزادانہ ووٹنگ کے ذریعہ کرائے جائیں۔

دفعہ ۲۲۔ ہر آدمی کو سوسائٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے سماجی تحفظ حاصل کرنے کا حق ہے اور قومی مساعی اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعہ ریاست کے ذرائع اور تنظیم کے مطابق ایسے اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے حاصل کرنے کا حق ہے جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

دفعہ ۲۳۔ (۱) ہر شخص کو کام کرنے، آزادی کے ساتھ ملازمت کا انتخاب کرنے، ملازمت کے لئے مفید مطلب شرائط طے کرنے اور بیکاری کے خلاف تحفظ حاصل کرنے کا حق ہے۔

(۲) ہر شخص کو بلا تفریق و امتیاز مساوی کام کے لئے مساوی معاوضہ حاصل کرنے کا حق ہے۔

(۳) ہر کام کرنے والے کو مناسب اور حسب منشا ایسا معاوضہ حاصل کرنے کا حق ہے جو اس کی ذات اور اس کے کنبے کے لئے باعزت انسانی زندگی بسر کرنے کی ضمانت دے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے ساتھ دوسرے سماجی تحفظات کا بھی اضافہ ہو۔

(۴) ہر شخص کو اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے ٹریڈ یونین بنانے اور ان میں شامل ہونے کا حق ہے۔

دفعہ ۲۴۔ ہر شخص کو آرام کرنے اور فرصت کے اوقات حاصل کرنے کا حق ہے جس میں کام کے اوقات کا تعین اور معہ تنخواہ کے میعادی چھٹیاں حاصل کرنا بھی شامل ہیں۔

دفعہ ۲۵-(۱) ہر شخص کو ایسے معیار زندگی کا حق ہے جو اس کی اور اس کے کنبہ کی تندرستی اور خوشحالی کے لئے کافی ہو۔ جس میں خوراک، کپڑا، مکان اور طبی امداد اور ضروری سماجی خدمات اور اس کے قابو سے باہر حالات میں بیکاری، بیماری، معذوری، بیوگی، ضعیفی یا روزی کی کمی شامل ہیں۔

(۲) زچہ اور بچہ خصوصی دیکھ بھال اور امداد کے مستحق ہیں اور سب بچے خواہ وہ ازدواجی حالت میں پیدا ہوں یا غیر ازدواجی یکساں سماجی تحفظ کے مستحق ہیں

دفعہ ۲۶-(۱) ہر شخص کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہوگا۔ اور تعلیم کم از کم ابتدائی یا بنیادی درجات میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تعلیم عام طور پر سہل الحصول ہوگی اور اعلیٰ تعلیم استعداد کی بنیاد پر سب کے لئے ممکن الحصول ہوگی

(۲) تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کی بھرپور ترقی اور انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا استحکام ہوگا۔ یہ تعلیم سب قوموں۔ اور نسلی یا مذہبی گروہوں میں دوستی، رواداری، اور باہمی اتحاد کو ترقی دے گی اور امن کے قیام میں اقوام متحدہ کی سرگرمیوں میں معاون ہوگی۔

(۳) اپنے بچوں کی تعلیم کے انتخاب میں والدین کا حق مقدم ہوگا۔

دفعہ ۲۷-(۱) ہر شخص کو اپنے فرد کی ثقافتی زندگی میں آزادی کے ساتھ حصہ لینے، فنوں سے لطف اندوز ہونے اور سائنس کی ترقیوں اور اس کے فواید میں شریک ہونے کا حق ہوگا۔

(۲) ہر شخص کو اپنی سائنسی، ادبی اور فنی تخلیق سے حاصل ہونے والے اخلاقی اور مادی فواید کے تحفظ کا حق ہوگا۔

دفعہ ۲۸-ہر شخص کو ایسے سماجی اور بین الاقوامی ضابطہ کا حق ہے جس میں اس اعلان میں شامل جملہ حقوق اور آزادیاں پورے طور پر عمل میں لائی جا سکیں۔

دفعہ ۲۹-(۱) ہر شخص پر اس کے فرقہ کے ایسے فرائض عاید ہوتے ہیں جس میں اس کی شخصیت کی آزادانہ اور بھرپور ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہو سکیں۔

(۲) اپنے حقوق اور آزادیوں کے استعمال میں ہر شخص صرف ان حدود کا پابند ہوگا جو قانون کے ذریعہ دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کا مناسب احترام کرنے اور تسلیم کرنے کے لئے طے کردی گئی ہیں۔ اور جو جمہوری سماج میں اخلاق، نظم عامہ اور عوامی فلاح و بہبود کی ضرورت کو پورا کریں۔

(۳) یہ آزادیاں اور حقوق کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے اصولوں اور مقاصد کے خلاف استعمال نہ کئے جائیں گے۔

دفعہ ۳۰-اس اعلان میں کسی بات کا ایسا مطلب نہ نکالا جائے جس کا مفہوم کسی ریاست، جماعت یا شخص کو ایسی سرگرمیوں میں مصروف ہونے یا ایسے عمل کرنے کا سمجھا جائے جو اس اعلان میں مندرج حقوق اور آزادیوں کو ضائع کرنے کا سبب بن سکے۔

کتابیں ملیں

۱۔ ارمغان نذر:

مرتبہ: عبدالرحیم نشتر
ناشر: مطبوعات نشتر، نیا بازار کامٹی (ناگپور)
صفحات: ۱۲۸، قیمت: چار روپے

۲۔ آبلے:

مدہوش بلگرامی
ناشر: آشا بلگرامی، اولاد سینٹ سیباسٹین روڈ باندرہ بمبئی ۵
صفحات ۸۸، قیمت چار روپے

۳۔ نقشہائے رنگ رنگ

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
ناشر: شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی
صفحات: ۱۵۴، قیمت: ۷ روپے

۴۔ دیوان خواجہ میر درد

مرتبہ: ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
ناشر: مکتبہ شاہراہ، اردو بازار دہلی ۶
صفحات: ۲۳۸، قیمت: ۷ روپے

۵۔ برگ آوارہ کا جامی نمبر

ایڈیٹر محمود خاور
ناشر: شالیمار پبلیکیشنز، ۲۸۷ بی ضیار ملک پیٹ حیدرآباد ۳
صفحات ۱۹۲، قیمت: ۴ روپے

۶۔ گرمین (مجموعہ نظم)

جگدیش مہتہ
ناشر: نیشنل پبلیشرز، پریم نگر، ملکہ نگر، نئی دہلی ۸
صفحات: ۴۴، قیمت: ۲ روپے ۲۵ پیسے

۷۔ درد دل

جگدیش مہتہ
ناشر: نیشنل پبلیشرز، پریم نگر، ملکہ نگر، نئی دہلی ۸
صفحات: ۱۳۲
قیمت: ۳ روپے ۲۵ پیسے

مراسلات

غالب اکیڈمی کا اشاعتی پروگرام

غالب اکیڈمی کی طرف سے ہر سال تین کتابیں شائع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ ۲۱ فروری ۱۹۶۹ء کو صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین کے ہاتھوں افتتاح کے موقع پر بیک وقت چار کتابوں کا اجرا عمل میں آیا تھا۔ اس کے بعد معیاری مسودات نہ ملنے کی وجہ سے ۱۹۷۰ء میں صرف "نقش غالب" پروفیسر اسلوب احمد صاحب کی شائع ہوسکی۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کی "غالب اور آہنگ غالب" اضافات کے بعد تقریباً ڈیوڑھی ضخامت کے ساتھ اس ماہ دوبارہ شائع کی گئی ہے۔ غالب ببلیوگرافی انگریزی بعض افسوسناک وجوہ سے اب تک طباعت کے مرحلہ سے نہیں نکل سکی۔ ان کے علاوہ دو اور کتابیں زیر کتابت و اشاعت ہیں۔

معیاری مسودات کی کمی کی وجہ سے اشاعت کا پروگرام اب تک پورا نہ ہوسکا۔ اکیڈمی کی اشاعتی کمیٹی پانچ ماہرین پر مشتمل ہے۔ مصنفین کو معقول رائلٹی دی جاتی ہے۔ جلد ہی ایک اعلیٰ پریس کی سہولت مل جانے کی وجہ سے اکیڈمی کا اشاعتی پروگرام تاخیر کے خطروں سے بھی نکل جائے گا۔ اکیڈمی "غالب اور اس کے عہد" پر اردو، انگریزی، فارسی اور ہندی کے معیاری مسودات کا خیر مقدم کرے گی۔

میں ان اصحاب کا بھی شکر گزار ہوں گا جو اکیڈمی کے اشاعتی پروگرام کے متعلق اپنی تجاویز یا اسکیمیں ارسال فرمائیں گے۔

حکیم عبدالحمید صدر غالب اکیڈمی نظام الدین
نئی دہلی نمبر ۱۳

ثانوی درجات میں اردو مضمون کے علاوہ دوسرے مضامین کی کتابیں

۲۳ نومبر سنہ کے "ہماری زبان" کے اداریہ میں لکھا گیا ہے۔

"یہ بھی ایک اچھی خبر ہے کہ ثانوی منزل پر اردو مضمون کے علاوہ دوسرے مضامین کی کتابیں بھی اردو میں تیار کرانے کا ارادہ ہے۔ یہ ایک ضروری کام ہے اور اس کے بغیر ثانوی منزل پر اردو کی تعلیم اچھی طرح نہیں دی جاسکتی۔ اس لئے اس سلسلہ میں جلد قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ مجوزہ اکاڈمی اس کام پر خاص توجہ کرے تو بہتر ہوگا۔"

اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ دو سال قبل چیف ادادی انسپکٹر کا مجوں سنے اپنے جہاں ہائی اسکول اور انٹر درجات میں محکمۂ تعلیم کے ایک سرکلر کی روشنی میں ہندی کے ساتھ اردو کو بھی ذریعہ تعلیم قرار دیدیا یعنی اردو بھی ایک میڈیم ہوگی۔ آرٹس، سائنس اور کامرس کی کتابیں کورس کے مطابق اردو میں دستیاب نہ ہوسکیں۔ ایک پرنسپل صاحب نے گذشتہ جون میں مجھے بریلی میں بتایا کہ کتابیں نہ ملنے سے طلبہ کو بہت پریشانی ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ کی ان درجات کی متعلقہ مضامین میں کتابیں طلبہ کو خریدنے کا مشورہ دیا۔ لیکن ان میں دقت یہ تھی کہ نصاب کچھ مختلف تھا اور طلبہ اس طرح خسارہ میں رہے۔ لیکن اردو کتابوں کی فراہمی کا معاملہ براہ راست ہائی اسکول اور انٹر درجات کے لئے انٹرمیڈیٹ بورڈ الہ آباد سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا بورڈ کو اولین فرصت میں اس طرف توجہ دینا چاہئے۔ معاشیات، سماجیات، تاریخ، مدنیات، جغرافیہ، علم النفس، تعلیمات، طبعی سائنس، طبیعات، کیمیا اور نباتیات وحیوانات، علم الحساب کی کتابوں کی تیاری پر فوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہاں مجوزہ اردو اکاڈمی بھی اس سلسلہ میں بورڈ کی مدد کرسکتی ہے۔ یہاں ایک سوال اور اہم ہے۔ یعنی ہائی اسکول درجات سے پہلے جونیر ہائی اسکول درجات یعنی ۸، ۷، ۶ میں اردو میڈیم سے (جو اسکول بند کریں اور یہ طلبہ کی تعداد پر منحصر ہوگی) تعلیم ہونا چاہئے۔ اور اس کے لئے بھی مختلف مضامین میں اردو کتابیں دستیاب ہونا چاہئیں۔ بہرحال اعلان کرنے سے زیادہ اہمیت فوری طور پر عمل کرنے کی ہے۔ کیونکہ اس معاملہ میں دو سال کی دیر پہلے ہی ہوچکی ہے۔

بدایوں۔ مبشر علی صدیقی

دیباچہ اتالیق ہندی

یونس جعفری صاحب کے استفسار کے جواب میں عرض ہے کہ گل کرسٹ کا لکھا ہوا "اتالیق ہندی" کا انگریزی دیباچہ بنیادی طور پر غیر ملکیوں کے لئے اردو اور فارسی زبان کی تحصیل کی اہمیت مشکلات اور اسی طرح کے دوسرے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں پند نامہ سعدی کے بارے میں بھی کچھ تھوڑا سا لکھا گیا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ موضوع کے لئے مفید مطلب ہے یا نہیں؟ یہ کتاب کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی لائبریری میں موجود ہے اس کا کیٹلاگ نمبر H 467 . 9-43-191 ہے۔ کتاب کا نام کیٹلاگ میں The Hindee Moral Preceptor by John Gilchrist. درج ہے۔

• نیر اقبال

عربی رسم خط سندھی زبان کے لئے

اندور۔ آل انڈیا سندھی کانفرنس کا تیسرا اجلاس جو حال میں اجمیر میں ہوا۔ اس میں سندھی زبان کے عربی رسم خط کو برقرار رکھنے کے لئے کثرت رائے سے اتفاق کیا گیا۔ کانفرنس کے پانچ سو نمائندوں نے جو پورے ملک کی پانچ سو سندھی انجمنوں کی نمائندگی کر رہے تھے ان میں سے ۸۸ فیصد نے تائید کی۔ صرف دس فیصد ووٹ ناگری لپی کے لئے دئے گئے دو فیصد ووٹ ناکارہ رہے۔

اجمیر میں ہو کانفرنس آل انڈیا سندھو سیوا سنگھ کی سرپرستی میں ہوئی۔ اس کانفرنس نے اپنے ایک رزولیوشن کے ذریعہ حکومت کو جتایا کہ سندھیوں نے جو رسم خط کے بارے میں تصفیہ کیا ہے۔ اس کو سندھیوں کا ہدایت نامہ (MANDATE) تصور کیا جائے۔

حکومت ہند سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ فوری ایک ڈیری بورڈ قائم کرکے سندھی زبان کی ترقی کے لئے ایک کروڑ کا سرمایہ فراہم کیا جائے۔

(ترجمہ۔ ٹائمز آف انڈیا بمبئی
۲۷ر نومبر ۱۹۷۱ء)

بہی خواہان اردو کو چاہیے کہ سندھی بھائیوں نے اپنی زبان کے رسم خط کو برقرار رکھنے کے لئے جس جرأت اور دور اندیشی سے اقدام کیا ہے اس کی ستائش کرتے ہوئے ان کو یقین دلائیں کہ یگانگت اور یک جہتی کے لئے ان کی پیش قدمی ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کے لئے مبارک ثابت ہوگی۔

حیدرآباد • سجاد مرزا

انجمن کی زیر طبع کتاب

زبان، زندگی اور تعلیم

از

خواجہ غلام السیدین

انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ)

حنیف کیفی بریلوی

غزل

شیرازۂ صد چاکئ انساں نہیں ملتا
مل جاتا ہے دامن تو گریباں نہیں ملتا

جینے کا تصور بھی ہے اک خواب پریشاں
اس دور میں مرنے کا بھی ساماں نہیں ملتا

آؤ اسے ڈھونڈیں کسی ویرانے میں چل کر
انسانوں کی بستی میں تو انساں نہیں ملتا

کیا کہہ کے سناؤں غم جاناں کی حکایت
اس قصۂ بے ربط کا عنواں نہیں ملتا

جو تلخئ آلام جہاں بانٹ لے مجھ سے
ایسا کوئی آسودۂ دوراں نہیں ملتا

اے شاعر خود بیں ذرا عالم پہ نظر کر
غم سے ترے تار غم انساں نہیں ملتا

انسان جو اک جنس گراں مایہ تھا کل تک
بازار میں آج اس سے کچھ ارزاں نہیں ملتا

اے نور ازل مجھ کو مرا جلوہ دکھا دے
بے شمع ترا جادۂ عرفاں نہیں ملتا

میں اپنے ہی احساس کا مجرم ہوں کیفی
اس داغ آزار کا درماں نہیں ملتا

انجمن کی زیر طبع کتاب

اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک

از

خلیل الرحمٰن اعظمی

انجمن ترقی اردو ہند (علی گڑھ)

اخبار و اذکار

ترقی اردو بورڈ کی سرگرمیاں

لکھنؤ۔ مرکزی وزارت تعلیم کا ترقی اردو بورڈ مختلف مضامین پر اردو میں معیاری کتابوں کی اشاعت کے منصوبے کے تحت جس بڑے پیمانے پر کام کر رہا ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۶۹ء میں بورڈ کے قیام کے بعد سے اب تک ۸ مضامین کے سلسلے میں تقریباً ۲۵ ہزار اردو اصطلاحات وضع کی جا چکی ہیں۔

یہ انکشاف وزارت تعلیم کے سائنسی اصطلاحات شعبہ کے افسر انچارج ڈاکٹر کے این۔ سکسینہ نے آج شام کو لکھنؤ یونی ورسٹی کے فزکس ڈپارٹمنٹ میں ایک مختصر تقریب کے دوران کیا۔

ڈاکٹر سکسینہ نے بتایا کہ ترقی اردو بورڈ کی جانب سے نفسیات، فلسفہ، تعلیم، معاشیات، تاریخ، جغرافیہ، پولیٹیکل سائنس، کامرس، کیمسٹری اور فزکس سمیت ۲۵ مضامین پر معیاری کتابوں کے ترجمہ یا تصنیف میں استعمال کے لئے اردو اصطلاحات تیار کرنے کے سلسلے میں پانچ پانچ ارکان پر مشتمل کمیٹیاں کام کر رہی ہیں انھوں نے بتایا کہ ہر کمیٹی میں متعلقہ مضامین کے ایسے ماہرین کے علاوہ جو اردو سے بھی واقفیت رکھتے ہیں ایک لسانی ماہر بھی ممبر کی حیثیت سے شامل ہے۔

ڈاکٹر سکسینہ نے بتایا کہ بورڈ کی جانب سے اردو میں منتقل کئے جانے کے لئے ۶۶۰ کتابوں کا انتخاب کیا جا چکا ہے اور مختلف مضامین کی ۴۹۰ کتابیں ترجمہ یا تصنیف کے سلسلے میں لوگوں کے سپرد کی جا چکی ہیں۔

انھوں نے بتایا کہ جہاں تک فزکس سے متعلق اردو اصطلاحات کا تعلق ہے اس کی کمیٹی اپنے کئی جلسوں میں اب تک ۳ ہزار سے زائد اصطلاحات کو منظوری دے چکی ہے اور لکھنؤ میں اپنے جلسوں کے دوران جو ۲۲ر نومبر سے جاری ہیں اور کل ختم ہو جائیں گے مزید ۲۰۰۰ اصطلاحات کو قطعی شکل دے دے گی۔

انھوں نے کہا کہ اصطلاحات وضع کرنے کے سلسلے میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی میں کوئی لفظ جن اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان کی ادائگی کے لئے کوئی اردو لفظ ہو تو اسے لے لیا جائے اردو میں ایسے الفاظ نہ ملنے کی شکل میں عربی اور فارسی سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔

ہندی اور علاقائی تقاضیں

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے فزکس ڈپارٹمنٹ کے پروفیسر فضل الرحمان خاں نے جو کمیٹی کے ایک رکن ہیں اپنی تقریر میں ہندی اصطلاحات میں سنسکرت کے بجائے ہندوستانی الفاظ کو ترجیح دئے جانے پر زور دیا۔ انھوں نے کہا کہ ہندی اصطلاحات مرتب کئے جانے کے وقت خیال کیا جاتا تھا کہ ہندی پورے ملک کے عام استعمال کی زبان ہوگی۔ سنسکرت آمیز بنانے سے ہندی ملک گیر زبان کا درجہ نہ حاصل کر سکے گی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندی اصطلاحات پر اب ہندوستانی الفاظ کو ترجیح دی جانی چاہئے۔

انھوں نے کہا کہ اردو اصطلاحات کے معاملے میں ان کی رائے ہے کہ کوئی موزوں اردو لفظ موجود نہ ہو تو ہندی عام فہم الفاظ بطور اصطلاح لے لئے جائیں۔

• قومی آواز لکھنؤ

اساتذہ جامعات کی لکھنؤ کانفرنس

لکھنؤ۔ اساتذہ اردو جامعات کی چوتھی کل ہند کانفرنس ۲۵، ۲۶، اور ۲۷ر دسمبر کو شعبۂ اردو لکھنؤ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ہو رہی ہے۔ اس سہ روزہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام یونیورسٹیوں اور ڈگری کالجوں کے اردو ۔۔۔۔ اساتذہ کے نام تقریباً تین سو دعوت نامے روانہ کئے جا چکے ہیں، تمام یونی ورسٹیوں کے وائس چانسلروں اور کالجوں کے پرنسپلوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ کانفرنس میں شرکت کے لئے مندوبین بھیجیں۔

کانفرنس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس میں یونی ورسٹی کی سطح پر اردو تدریس و نصاب تحقیق و تنقید کے مسائل کے ساتھ ساتھ اردو یونی ورسٹی کے مسئلہ پر بھی غور کیا جائے گا۔ ہر شعبہ کے علاحدہ علاحدہ سکریٹری منتخب ہو گئے ہیں۔

اردو تنقید کے مسائل سید شبیہ الحسن نونہروی زیر صدارت پروفیسر سید احتشام حسین صاحب اردو تحقیق کے مسائل ڈاکٹر ولی الحق انصاری زیر صدارت پروفیسر ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی اردو یونی ورسٹی کا مسئلہ۔ ڈاکٹر نیر مسعود رضوی زیر صدارت پروفیسر ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی تدریس و نصاب۔ ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد۔

افتتاحیہ اجلاس کی صدارت پروفیسر آل احمد سرور کریں گے اور افتتاح ڈاکٹر علی محمد بالا شیخ گورنر اترپردیش، ڈاکٹر گوپال تربا ٹھی وائس چانسلر لکھنؤ یونی ورسٹی استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین اور پروفیسر ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی صدر شعبہ سکریٹری ہیں، کوشش کی جا رہی ہے کہ اردو مطبوعات اور مخطوطات کی نمائش ہو، اور ایک شعری وادبی نشست بھی ہو۔

اساتذہ کے قیام و طعام کا انتظام لکھنؤ یونی ورسٹی میں ہوگا اور ان کے استقبال کے لئے چار باغ اسٹیشن پر ایک استقبالیہ کیمپ قائم کرنے کی جد و جہد کی جا رہی ہے۔ کانفرنس کے متعلق جملہ مراسلت ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی آفس سکریٹری چوتھی کل ہند کانفرنس شعبۂ اردو لکھنؤ یونی ورسٹی سے کی جائے۔

• قومی آواز

اردو کی تربت کا خواب دیکھنے والے پشیمان ہونگے

کانپور:۔ ڈاکٹر اقبال لائبریری ہال کانپور میں عید ملن کے موقع پر ریاستی وزیر سماجی فلاح وبہبود محترمہ حامدہ بیگم حبیب اللہ نے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے اپنی تقریر میں اقبال لائبریری کے منتظمین اور اراکین کو مبارکباد کا مستحق قرار دیا اور یہ چیلنج کیا کہ اگر ہندوستان بھر میں اردو کے لیے یہی جذبہ و جوش پیدا ہو جائے تو اردو کبھی مر نہیں سکتی اس کی تربت کا خواب دیکھنے والے پشیمان ہوں گے۔

بیگم صاحبہ موصوفہ نے اقبال لائبریری کے منتظمین کو یقین دلایا کہ اردو اکیڈمی ان کے نشر و اشاعت کے پروگراموں میں پوری دلچسپی لے گی اور اپنا بھرپور تعاون پیش کرے گی۔

آپ نے علامہ اقبال کے قومی یک جہتی نظریہ کو سراہتے ہوئے ان کے کئی ایسے اشعار بھی سنائے جو ان شرپسند اور متعصب عناصر کا منھ بند کرنے کے لیے کافی تھے جن کا یہ کہنا ہے کہ اقبال صرف ایک اسلامی شاعر ہے۔

• سیاست کانپور

لسانی کمیشن کے قیام سے متعلق تجویز زیر غور

حیدرآباد:۔ چیف منسٹر جناب پی وی نرسمہا راؤ نے ریاستی قانون ساز اسمبلی میں وقفۂ سوالات کے دوران بتایا کہ لسانی کمیشن کے قیام کے بارے میں ایک تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ جنوبی ہند کی جامعات کی کانفرنس میں جو گذشتہ جون کے دوران میسور میں منعقد ہوئی تھی بہ اتفاق آراء ایک قرارداد منظور کرتے ہوئے ڈگری نصابوں کے لئے علاقائی زبانوں کے علاوہ انگریزی کو بھی اختیاری ذریعۂ تعلیم برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ یہ قرارداد تقریباً حکومت کی پالیسی سے ہم آہنگ ہے جس کے تحت انگریزی کو ڈگری سطح پر تلگو کے ساتھ ساتھ متبادل ذریعۂ تعلیم رکھا گیا ہے۔ ضمنی سوالات کے جواب میں چیف منسٹر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ "ذریعۂ تعلیم سے متعلقہ پالیسی کی سمت مقرر کرنے یا رہنمائی کے لئے ایوان میں ایک یا دو گھنٹوں کے لئے مکمل غور و بحث ہونی چاہئے" انھوں نے کہا کہ وہ ریاست میں ڈگری کورس کے ذریعہ تعلیم کے تعلق سے اراکین اسمبلی کی واضح رہنمائی حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔

حیدرآباد • سیاست کانپور

چیف منسٹر سے ریاست میں اردو کے موقف کی وضاحت کا مطالبہ

حیدرآباد:۔ جناب سلطان صلاح الدین اویسی نے ریاستی اسمبلی میں زبان کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے چیف منسٹر جناب پی وی نرسمہا راؤ سے استفسار کیا کہ جب تلگو کو ریاستی حکومت کی سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے تو وہ ریاست میں اردو کے موقف کی وضاحت کریں کیونکہ دفعہ (۳۴۷) کے تحت زبان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اردو اور دیگر زبانوں کو مراعات دی جائیں گی۔ جناب اویسی نے چیف منسٹر کو مشورہ دیا کہ وہ تمام ہمدردان اردو کا ایک مشترکہ اجلاس طلب کرکے مشورہ کے بعد اردو کے موقف کو قانونی حیثیت دیدیں۔ جناب اویسی نے کہا اس سے قبل کہ تلخیاں بڑھیں اردو جامعتیں قائم کی جانی چاہئیں۔

• سیاست حیدرآباد

سندھی زبان کے لئے عربی رسم الخط کی برقراری کا فیصلہ

اندور:۔ تیسری کل ہند سندھی کانفرنس نے جو حال ہی میں اجمیر میں منعقد ہوئی تھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ سندھی زبان کے لئے عربی رسم الخط کو قائم رکھا جائے کانفرنس میں شرکت کرنے والے (۱۰۰۰) وفود میں سے تقریباً ۸۸ فی صد نے عربی رسم الخط کو برقرار رکھنے کے حق میں رائے دی دیوناگری رسم الخط کی تائید میں صرف دس فی صد ووٹ آئے یہ کانفرنس آل انڈیا سندھی سیوا سنگھ کے زیر اہتمام منعقد ہوئی جس میں سندھی رسم الخط کی تبدیلی کے نزاعی مسئلہ پر خصوصیت سے غور کیا گیا کانفرنس نے

ایک قرار داد بھی منظور کی جس میں مرکزی حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ رسم الخط سے متعلق کانفرنس کے فیصلے کو تسلیم کرلے کانفرنس نے حکومت سے فی الفور سندھی ادبی بورڈ کے قیام کا بھی مطالبہ کیا اور درخواست کی کہ عربی رسم الخط کے ساتھ سندھی زبان کو ہندوستان میں پروان چڑھانے کے لئے ایک کروڑ کی رقم مہیا کی جائے۔

• رہنمائے دکن

انجمن ترقی اردو شاخ نظام آباد کے وفد کی مہتمم تعلیمات سے ملاقات

معتمد انجمن ترقی اردو کے ایک وفد نے جناب سری فواس لاہوتی معتمد انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کی قیادت میں جناب مہتمم صاحب تعلیمات نظام آباد اور سکریٹری ضلع پریشد نظام آباد سے ملاقات کی۔

وفد نے حسب ذیل مسائل کی عاجلانہ یکسوئی کا پر زور مطالبہ کیا۔

(۱) ضلع پریشد ہائی اسکول تعلقہ بالکنڈی پر اردو میڈیم کی آٹھویں جماعت کا قیام۔

(۲) ضلع پریشد ہائی اسکول تعلقہ آرمور پر آٹھویں جماعت (اردو میڈیم کا قیام) اور اردو اساتذہ کا تقرر۔

(۳) ضلع پریشد ہائی اسکول تعلقہ بانسواڑہ پر نہم جماعت (اردو میڈیم) کا قیام و مدرسین کا تقرر۔

(۴) گورنمنٹ ہائی اسکول تعلقہ بودھن دشکرنگر پر اردو اساتذہ کی قلت کا مسئلہ۔

(۵) مستقر ییلچل تعلقہ پر اردو کی ثانوی جماعتوں کا قیام اور اردو اساتذہ کا تقرر۔

(۶) مستقر جلیلپلی تعلقہ بودھن پر اردو میڈیم کی جماعتوں کا قیام اور اردو اساتذہ کا تقرر۔

ان مطالبات کو مہتمم صاحب تعلیمات اور سکریٹری صاحب ضلع پریشد نے بغور سنا اور عاجلانہ عمل آوری کا یقین دیا۔

انجمن ترقی اردو شاخ نظام آباد کی مجلس عاملہ کا انتخاب

انجمن ترقی اردو شاخ نظام آباد کا ایک انتخابی جلسہ ...ل اسکول میں بہ زیر صدارت جناب ... انصاری منعقد ہوا۔ جس کی نگرانی جناب سری فواس لاہوتی صاحب معتمد انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش نے کی۔

مندرجہ ذیل عہدیدار باتفاق آرا منتخب ہوئے۔

۱۔ صدر۔ جناب الحاج حافظ عبدالکریم

۲۔ نائب صدر۔ جناب ڈاکٹر ڈی۔ جگدیشور داؤ صاحب چیرمین، بلدیہ نظام آباد۔

۳۔ نائب صدر۔ جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب زخمی۔

۴۔ معتمد۔ جناب غلام نبی صاحب نصرت۔

۵۔ شریک معتمد جناب شیخ حمید الزماں صاحب۔

۶۔ خازن۔ جناب محمد عبدالرشید صاحب

علاوہ ازیں مجلس عاملہ کے سترہ اراکین کا انتخاب عمل میں آیا۔

• غلام نبی نصرت

اردو اکاڈمی کی طرف سے وائس چانسلر مرہٹواڑہ یونیورسٹی کا خیر مقدم

مرہٹواڑہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر منتخب ہونے پر جناب پی آر۔ ناتھ کا کنڈا کو اردو اکاڈمی ضلع ناندیڑ کے ایک جلسہ میں پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اردو اکاڈمی کے سربراہ محمد بہاء الدین ایڈوکیٹ نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں وائس چانسلر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی۔ ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے جناب بہاء الدین احمد ایڈوکیٹ نے علاقہ مرہٹواڑہ کے اردو مسائل سے وائس چانسلر کو واقف کرایا۔

وائس چانسلر نے جوابی تقریر میں اپنی اردو سے محبت و ہمدردی کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کا ذریعہ ابتدائی تعلیم اردو ہی تھا۔ وہ اردو کے افسانہ نویس بھی رہ چکے ہیں۔ انھوں نے یونیورسٹی میں اردو ڈپارٹمنٹ اور دیگر اردو کے مسائل پر بھرپور حمایت کرنے کا یقین دلایا۔ اور کہا کہ کنڈاکواڑہ میں قائم ہونے والے شہید گوبندا اور کانرے کالج میں بھی اردو ڈپارٹمنٹ کھولا جائے گا۔

• ناصر نگار

بزم سیماب دلی کی ایک نشست

زیر صدارت جناب ضیا فتح آبادی راجوری گارڈن میں ہوئی جس میں منظر صدیقی اکبرآبادی فرزند ارجمند علامہ سیماب اکبر آبادی کے انتقال پر ایک قرارداد کے ذریعہ گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا۔

• ضیا فتح آبادی

(باقی صفحہ ۱۴ سے آگے)

تو دن رات انگریزی کی مخالفت کرتے رہتے اور قومی زبانوں کی برتری کا گن گاتے رہتے ہیں، اور اس مخصوص قسم کی اظہار ذات (SELF - EXPRESSION) کی مسلسل مشق فرماتے رہتے ہیں لیکن اپنے بچوں کو بہترین انگریزی اسکولوں میں تعلیم دلاتے ہیں تاکہ وہ ذہنی اور مادی دونوں اعتبار سے دوسروں سے افضل رہیں گویا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ راقم الحروف نے البتہ اب سے چھ سال قبل دستخطوں کی ایک مہم چلا کر اس بات کی سعی کی تھی کہ ایک مقامی مشنری تعلیمی ادارے میں جہاں ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اور جہاں ہندی اور سنسکرت بھی لازمی طور پر پڑھائی جاتی ہیں، اردو کی تدریس کا انتظام بھی کیا جائے اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سعی مشکور ہوئی۔

بعض ماہرین تعلیم نے جن میں پروفیسر خواجہ احمد فاروقی بھی شامل ہیں اردو یونیورسٹی کے قیام کی ایک تجویز کچھ عرصہ ہوا پیش کی تھی۔ اس سلسلے میں خواجہ صاحب نے ایک کتابچہ بھی تحریر فرمایا تھا، جس کے آخر میں ایک نوٹ میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ ان کی تجویز کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے اس تجویز میں اور اس طرح کی اور تجاویز میں خاصے جھول ہیں۔ موصوف نے جگہ جگہ حکومت کی نامزد کردہ کمیٹیوں کے حوالوں اور ارباب حل و عقد کے بیانات کے ذریعے اس بات پر زور دیا ہے کہ حکومت ہند کو اس کا احساس ہے کہ اردو کے سلسلے میں کچھ کیا جانا چاہئے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ حکومت کا رویہ یقیناً ہمدردانہ ہے۔ کیونکہ ساہتیہ اکیڈمی کی طرف سے ہر سال بہترین اردو کتاب پر پانچ ہزار روپیہ کا انعام دیا جاتا ہے بعض صوبائی حکومتوں کی طرف سے بھی اردو مصنفین کو انعامات ملتے ہیں، ۱۵ اگست کو اردو کے مشاعرہ کا انعقاد بھی حکومت کی جانب سے کیا جاتا ہے، ریڈیو سے اردو میں خبریں بھی نشر کی جاتی ہیں، حکومت نے ترقی اردو بورڈ کے لئے ایک کروڑ روپیہ بھی منظور کیا ہے، اور اب ایک اردو اکیڈمی کے قیام کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نہ بھول جانا چاہئے کہ اردو زبان کی تدریس کے لئے آسامیاں رفتہ رفتہ اور خاموشی کے ساتھ ختم کی جا رہی ہیں اور اس کے لئے طرح طرح کے عذر تراشے جاتے ہیں۔ اور اپنا بھی یہ حال ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بعض نامعلوم مصالح کی بنا پر اردو کے نصاب میں ہائی اسکول سے بی۔ اے تک کی سطح پر حد درجہ کمی کر دی گئی ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ابتدائی اور اعلیٰ مرحلوں پر اردو پڑھانے کے سلسلے میں تخفیف کا عمل جاری ہے تو یہ مصنفین اردو میں کتابیں کس کے لئے لکھیں گے اور کس کے لئے ترجمہ کریں گے۔ اور ریت کے اس تودے پر پروفیسر خواجہ احمد فاروقی صاحب ایک شاندار قصر کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں:

> "جس کی اساس وہ گنگا جمنی تہذیب ہو جس پر ہمیں فخر ہے، اس میں اردو کی شیرینی، ایشیا کی خوب صورتی، ہندوستان کی دلآسائی، اور سائنس کی نئی آگاہیاں شامل ہوں اور تعلیم کی زبان زندہ روایت اور بہترین قدر کے طور پر استعمال ہو تاکہ وہ تخلیقی فکر کو ابھار سکے۔" ص ۱۱

الفاظ یقیناً کافی خوش آہنگ اور خیرہ کن ہیں لیکن معنی و مفہوم سے قطعاً عاری کیا ان تمام تجویز کنندگان سے یہ درخواست کرنا نامناسب ہوگا کہ پہلے کارکنان جامعہ اردو کی طرح، جن کی مساعی انتہائی قابل تعریف ہیں اردو تعلیم کی اشاعت کا اہتمام تو فرمایئے اور حکومت ہند کو اس بات پر راضی تو کیجئے کہ جہاں طالب علم اردو پڑھنا چاہیں انھیں اس کی سہولتیں فراہم کی جائیں اور اگر بالفرض حکومت اس کے لئے تیار ہو جائے تو پھر نصاب کی کتابیں تو تیار کرایئے، اس کے بعد یہ ہوائی قلعے بنایئے گا۔

اس طرح کی ایک بحث کے دوران راقم الحروف نے یہ استفسار کیا تھا، کہ مجوزہ اردو یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلبہ جنھوں نے انگریزی یا ہندی کے ذریعہ نہیں بلکہ خالص اردو میں تعلیم پائی ہے آخر کہاں کھپیں گے۔ اس کا جواب یہ ملا کہ جنوبی ہند میں مسلمانوں کے بہت سے اردو تعلیمی ادارے ہیں، وہاں ان کے لئے روزگار کی کمی نہ ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ جو لڑکے یا لڑکیاں تعلیم مکمل کرتے ہیں، ان میں سے کتنے فی صدی تعلیم کے میدان میں جانے پا جا سکتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس فیصدی۔ باقی کا کیا بنے گا؟ اور اگر یہ پندرہ یا بیس فی صدی جنوبی ہندوستان کے مسلم اداروں میں ضم ہونے کا خواب دیکھیں گے تو خود جنوبی ہند کے تحصیل شدہ طالب علم کہاں جائیں گے۔ ان سب سوالوں کا موثر جواب ہے، خاموشی! کیونکہ سوال کچھ ٹیڑھے ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس سلسلے میں بھی خاموشی اختیار نہیں کی۔ بلکہ اپنے خامۂ شیریں رقم کو جنبش میں لا کر فرمایا:

> "ہم مادری زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے اس لئے ڈرتے ہیں کہ اس میں ملازمت نہیں ملے گی...
> ...... اس کے پیچھے جو ذہنیت کار فرما ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سامنے زندگی اور تعمیر کے وہ اعلیٰ مقاصد نہیں جو اسے بامعنی اور بامقصد بنا دیتے ہیں۔ ہم مادری زبان کی تعلیمی اہمیت سے بے خبر ہیں اور کل تہذیبی زندگی میں اس کا جو مقام ہے اس سے شناسا نہیں۔ روزی کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

اسلوب احمد انصاری

میرا صفحہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

گزشتہ صحبت میں یہ خیال پیش کیا گیا تھا کہ انگریزی سے اردو میں معیاری کتابوں کے تراجم اور براہِ راست اردو میں تصنیف و تالیف کے پہلو بہ پہلو یہ بھی اشد ضروری ہے کہ انگریزی زبان کی تدریس پر خاطر خواہ زور دیا جائے، تاکہ مغربی علوم و فنون سے اکتساب کے دروازے ہماری آئندہ نسلوں پر بند نہ ہو جائیں۔ اگر انگریزی کو بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل ہے اور فی الوقت بیشتر علمی ذخیرے کی کنجی اسی کے ہاتھ میں ہے، تو اس میں ہمارے لئے احساسِ کمتری کا شکار ہونے یا اس حقیقت پر چیں بجبیں ہونے کا کیا جواز ہے۔ جو لوگ انگریزی زبان کی تحصیل کی افادیت کے قائل بھی ہیں، ان میں سے بھی بعض کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ انگریزی سے واقفیت صرف زبان کی حد تک ہونی چاہئے۔ اور اسے ایک لائبریری زبان کی حیثیت سے جاننا کافی ہے۔ لائبریری زبان کی ترکیب یا زبان کا تفاعلی (FUNCTIONAL) تصور انتہائی گمراہ کن ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر رہا ہوں کہ کسی زبان کی تحصیل اور اس میں اظہار بیان کے اچھے نمونوں کو ایک دوسرے سے منقطع کیسے کیا جا سکتا ہے۔ زبان کا علم خلاء میں حاصل نہیں کیا جا سکتا الفاظ، تراکیب، محاورے، روزمرہ یعنی زبان کا ڈھانچہ ادب ہی کے سیاق و سباق سے ابھرتا ہے۔ اچھی اور ستھری زبان اچھے اور پاکیزہ ادب ہی کے ذریعے سامنے آتی ہے اور اسی کے ذریعے سیکھی جا سکتی ہے۔ اور یہ کلیہ تمام زبانوں پر صادق آتا ہے کسی ایک زبان سے مختص نہیں ہے۔ ادب پڑھانے پر زور دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ابتدائی مرحلوں ہی پر دقیق ادب کے نمونوں یا گزشتہ ادوار کی نظم و نثر سے طالب علموں کو متعارف کرایا جائے۔ زبان سکھانے کے عمل میں سلسلہ واری (GRADATION) کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ بعض بڑے اور مشہور مصنفین نے بھی زبان کو انتہائی سادگی کے ساتھ برتا ہے۔ دراصل ادبی نزاکتوں کی تحسین اور ادب سے محض اظہارِ بیان کی حد تک واقفیت کے درمیان امتیاز کرنا چاہئے اگر موجودہ دور کی اچھی اور سہل کہانیوں، ایک ایکٹ کے ڈراموں اور انشائیوں کے ذریعے یا عام دلچسپی کے موضوعات پر مضامین سے طالب علموں کو رفتہ رفتہ متعارف کرایا جائے تو اس طرح زبان بھی سکھائی جا سکتی ہے اور ذہن کا ذائقہ بھی بدلا جا سکتا ہے۔ جو لوگ زبان کے تفاعلی عنصر پر زور دیتے ہیں وہ اسے ایک زندہ وسیلہ (LIVING MEDIUM) نہیں بلکہ ایک جامد اکائی کے طور پر برتتے ہیں۔ الفاظ، تراکیب، یا بنیادی ڈھانچوں BASIC STRUCTURES کو ان کے مخصوص سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کرنے پر زور دینا انتہائی گمراہ کن طریقۂ کار ہے۔ الفاظ اور تراکیب کی حرکی نوعیت کو پہچاننا، جس چوکھٹے میں ان کی جگہ ہے، اسے گرفت میں لانا ان کے عمل اور ردعمل پر غور کرنا، اور ان سب کو ایک خیال دلچسپ اور جاذبِ توجہ کلیت TOTALITY سے مربوط کرنا زبان کی تدریس کے لئے صحیح معنوں میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

انہی سب مسائل سے منسلک ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ بھی ہے۔

بیشک ابتدائی مرحلوں پر ذریعۂ تعلیم اگر مادری زبان ہو، تو یہ ہر لحاظ سے پسندیدہ ہے لیکن تعلیم کی اگلی منزلوں پر ذریعۂ تعلیم بدستور انگریزی ہی کو رہنا چاہئے تاوقتیکہ ہماری دیسی زبانیں صحت، تکمیل اور RESOURCE FULNESS کے ایک خاص معیار تک نہ پہنچ جائیں۔ اس سلسلے میں یہ دیکھنا ہوگا کہ سرکاری سطح پر ترجمہ اور تالیف وغیرہ کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے، اس کی رفتار اور کیفیت کا کیا عالم ہے۔ میری رائے میں ہم ابتدائی یا اس سے ذرا اوپر کے مرحلوں پر جہاں بھی اردو یا کسی اور ہندوستانی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنائیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی کی خاطر خواہ استعداد حاصل کرنے پر لازمی طور پر زور دیں۔ بعض واقف کاروں کا بیان ہے کہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں ایسا ہی کیا گیا تھا۔ بعض لوگوں کو یہ دلیل لاتے بھی میں نے سنا ہے کہ جب فرانس اور جرمنی جیسے ملکوں میں ذریعۂ تعلیم انگریزی نہیں بلکہ فرانسیسی اور جرمن ہیں تو ہندوستان کی درسگاہوں میں ذریعۂ تعلیم اردو، ہندی، تیلگو یا تامل کیوں نہ ہوں۔ اصولی طور پر یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل یہ (ANALOGY) ایک مغالطۂ ذہنی پر مبنی ہے۔ اول تو فرانسیسی اور جرمن، علمی وقار، توانائی اور ذخیرۂ الفاظ کے لحاظ سے انگریزی ہی کے لگ بھگ ہیں، اور اس لئے انگریزی ترک کرنے سے دونوں قومیں ہرگز کسی خسارے میں نہیں رہ سکتیں۔ دوسرے یہ کہ ان دونوں ممالک میں چاہے لوگ بجا طور پر اپنی مادری زبان پر فخر کرتے ہوں، لیکن ان کے یہاں انگریزی زبان کی تحصیل اور اس سے اچھی واقفیت خاص عام ہے۔ ہمارے قومی کردار کا ایک عبرتناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے ادیب اور شاعر، سیاست والے، لیڈر اور پروفیسر ریس اور پلیٹ فارم سے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مالک انجمن ترقی اردو ہند (علیگڑھ) پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم اے نے لیتھو کلر پرنٹرس علیگڑھ میں چھپوایا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ سے شائع کیا